بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انجمن احبابِ اہلِ سنت

کے سلسلۂ تبلیغ

سبیلِ ہدایت

کی ۴۹۶ ویں پیش کش

"سید کون ہوتے ہیں؟"

ایک اہم سوال اور اس کا مختصر علمی جواب

بیرونی حضرات: ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ

ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احبابِ اہلِ سنت

سہنسہ آزاد کشمیر

FACEBOOK: http://fb.com/SabeelEHadait

ہدیہ دعائے خیر بحق ممبران انجمن ہذا

منقبت

روحِ جسمِ ایمانی محبت پانچ تن کی ہے
دلیلِ لُطفِ ربانی عقیدت پانچ تن کی ہے

وہ مردود ولعیں ہے اور ناری بھی بلاشک ہے
قلب میں جس کے ذرّہ بھر عداوت پانچ تن کی ہے

جبریلِ امیں بھی اِن کے گھر آتے ہیں رُخصت پر
خوشا یہ احترام وادب وحرمت پانچ تن کی ہے

اِنہی کی سلطنت قائم ہے انسانوں پہ، جنّوں پہ
فرشتوں پہ بھی ثابت خود ولایت پانچ تن کی ہے

خدا کا دین پھیلا ہے اِنہی کے دم قدم ہی سے
شریعت بھی، طریقت بھی عنایت پانچ تن کی ہے

مطیع اِن کا مطیعِ ربِّ اکبر ہے تعَالیٰ اللہ
عبادت ربِّ اکبر کی اطاعت پانچ تن کی ہے

سکون وصبر سے فاقہ کشی برداشت کرتے تھے
زہے ہمّت کہ اِس درجہ ریاضت پانچ تن کی ہے

امام الانبیاءؐ شامل ہیں جب اِن پاک نفسوں میں
تو پھر میدانِ محشر میں قیادت پانچ تن کی ہے

اِنہی کے واسطے سے ہم کو محشر میں ملی بخشش
ذریعہ فوزِ ابدی کا بھی نسبت پانچ تن کی ہے

یہ جنت ہے غلامانِ محمدؐ ہی کی دولت پھر
ازل کے روز سے جب ساری جنت پانچ تن کی ہے

مرا یہ دل، مری یہ جاں، بدن میرا، مری ہستی
مرا ایمان ہے یہ سب عنایت پانچ تن کی ہے

[1] مرا سامانِ بخشش ہے، مرا زادِ قیامت ہے
مرے قلب وجگر میں جو محبت پانچ تن کی ہے

قریشی خانوادہ بھی ہے حامل گو فضیلت کا
اگر سمجھو تو اِس میں بھی فضیلت پانچ تن کی ہے

شرافت اِن کی مانی ہے عرب نے بھی، عجم نے بھی
تو پھر کامل شرافت بھی وراثت پانچ تن کی ہے

نبی سیّد، علی سیّد، حسین وحسن بھی سیّد
ہے زہرا سیّدہ تو پھر سیادت پانچ تن کی ہے

قاسمؔ نے لکھی ہے آج یہ جو منقبت ان کی
سمجھیئے اِس میں بھی نظرِ عنایت پانچ تن کی ہے

(نوٹ): [1] مقطع سے پہلے یہ تین اشعار کتابچہ ''من ھو السیّد - سید کون ہوتے ہیں؟'' کو پڑھنے کے بعد اصل نظم پر زیادہ کیے ہیں۔

﴿تأثرات ودعائیہ کلمات﴾

الحمدلله ربّ العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰة والسلام علی سیّد الانبیاء و المرسلین وعلی آله و اصحابه اجمعین امّا بعد

انجمن احباب اہل سنّت کے ناظم جناب ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری جو کہ درویش صفت انسان ہیں انہوں نے اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے لیے وقف کر رکھی ہے۔

یہ مردِ مجاہد ٹاٹ پر بیٹھ کر فتنوں کے اِس دور میں جب بھی کہیں اسلامی تعلیمات و دینی اقدار کو توڑ مڑور کر اپنے بُرے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے میدانِ عمل میں کود پڑتے ہیں اور فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھنکتے ہیں۔

موصوف نے کتابچہ "من ھوالسیّد ۔ سید کون ہوتے ہیں؟" کا اپنے اِس کتابچہ میں مفصّل پوسٹ مارٹم کر کے سستی شہرت حاصل کرنے والے مفتی صاحب مولفہء کتابچہ ہٰذا کو حقائق سے آگاہ کرنے کی بہترین سعی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری کا سایہ قائم و دائم رکھے تا کہ خدمتِ اسلام قائم رہے۔

دعا گو۔ سیّد فدا حسین شاہ عرف چن پیر شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ کیری شریف تحصیل سہنسہ آزاد کشمیر (مورخہ ۲۰ اپریل ۲۰۲۰ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین درج ذیل مسئلہ کے بارہ میں کہ شروع سے ہمارے علاقوں میں عام طور پر یہ بات سمجھی جاتی رہی ہے کہ سیّد وہ شخص ہے جو سیّدۃ النسآء حضرت فاطمۃ الزہرآء رضی اللہ عنہا کے صاجزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہو۔ لیکن آج کل یہ بات سُننے میں آئی ہے کہ قریشی ہاشمی خاندان کے بعض لوگوں نے اپنے آپ کو سیّد کہلوانا اور اپنے ناموں کی ابتداء میں لفظِ سیّد کو لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اِن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ سیّد کوئی نسب نہیں بلکہ ایک لقب ہے جو کسی بھی خاندان کے عالم فاضل مفتی شخص کے لئے بولنا جائز ہے۔ خاندانِ نبوت کا نسب قریشی ہاشمی ہے۔ سیّد نہیں ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اِن لوگوں کا یہ نظریہ ازرُوئے شرع شریف درست ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت اور عباراتِ فقہ حنفی سے اپنے جواب کو زینت بخشیں۔ یہ مسئلہ دورِ حاضر کا معرکۃ الآراء مسئلہ ہے۔ بیّنوا توجروا

غرض گزاران:

(۱) حافظ محمد عارف سلطانی ساکن موضع کوٹلہ تحصیل سہنسہ فون 0348-5777473

(۲) حافظ محمد جہانگیر نقشبندی ساکن موضع حاجی آباد تحصیل سہنسہ 0346-5183687

معرفت مکتبہ

حیدریہ: بازار سہنسہ ڈاک خانہ و تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مبارکہ۔۔۔"سید کون ہوتے ہیں؟" ایک اہم سوال اور اِس کا مختصر علمی جواب

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد :.

چند روز قبل حافظ محمد عارف سلطانی اور حافظ محمد جہانگیر نقشبندی نے راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفرلہٗ پر ایک چھ ورقی کتابچہ بعنوان "من ھوالسید ۔سیّد کون ہوتے ہیں؟" پیش کیا جسے پکّا کھوہ نزد بیول تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی کے رہائشی مفتی محمود حسین شائق فون نمبر 0300-9571840 نے لکھ کر ایم ایس گرافکس۔ پریس مارکیٹ جہلم فون نمبر 0321-5417260 سے طبع کروا کر عام تقسیم کیا ہے۔

اِس کتابچہ کے ٹائیٹل پر اُن کے نام سے پہلے "پیر سیّد" کے الفاظ پڑھ کر سخت حیرت ہوئی کہ موصوف نے باوجود عالم، فاضل، حافظِ قرآن ہونے اور تقریباً چھ ہزار پانچ سو فتوے جاری کرنے کے باوجود یہ الفاظ لکھ کر اپنی کم فہمی کا ثبوت دیا ہے۔اور اِس کتابچہ میں مقامِ آلِ رسول ﷺ کو گھٹا کر سخت گمراہی کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ پھر اِس بات پر افسوس ہوا ہے کہ پورے کتابچہ میں موصوف نے اپنے مؤقف کی تائید میں کسی ایک معتبر عالمِ دین کی کوئی ایک عبارت تک بھی نقل نہیں کی ہے حالانکہ ایک مرتبہ ہمارے اُستاد حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی نے ایک مجلس میں شائق صاحب جیسے لوگوں کے حالات دیکھ کر فرمایا تھا کہ "انسان اُس وقت گمراہی میں پڑتا ہے جب وہ علمائے حق کا دامن چھوڑ دیتا ہے"۔ استاذ صاحب کی یہ بات راقم کے دل پر لکھی ہوئی ہے

اور ہمیشہ پیشِ نظر رہی ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃً دائمۃً۔

چونکہ یہ کتابچہ پیش کرنے والوں کا تقاضا تھا کہ اِس بارہ میں کچھ لکھا جائے اِس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اِس بارہ میں ایک استفتاء تیار کیا جائے اور وہ بڑے بڑے دینی مدارس میں بھیج کر اِس مسئلہ کے متعلق اِن سے فتوے حاصل کیے جائیں۔ چنانچہ ہم نے اپنا تیار کردہ استفتاء تقریباً دس بڑے بڑے مدارس کے مفتیان حضرات کی خدمت میں بمع جوابی لفافہ بھیجا۔ اب تک مفتی ناصر جاوید صاحب میر پور والوں کے سوا کسی جگہ سے مکمل جواب نہیں ملا۔ بدیں حالات حضرات پنج تن پاک صلی اللہ علیٰ نبینا وآلہ وبارک وسلم کے ادنیٰ غلام ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض بھی بنتا تھا کہ ہم حتّی المقدور اِس مسئلہ کے بارہ میں کچھ لکھیں تا کہ عوام کالانام خصوصاً شائق صاحب کے نسب کے لوگ کسی غلط راہ پر نہ چل پڑیں جیسا کہ اِس قسم کے دوسرے لوگوں کے ہم نسب لوگوں کے حالات ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔

سو ہم نے اپنے ذاتی کتب خانہ کی کتابوں سے اِس مسئلہ کے بارہ میں معتبر علمائے کرام کے جو فتوے اور جو تحقیقی مواد جمع کیے ہیں ہم اُن کو اِس رسالہ کی تنگ دامنی کی وجہ سے نقل کرنے پر اکتفاء کریں گے۔ ان شآء اللہ اِن ہی سے شائق صاحب کے پیدا کردہ شکوک وشبہات دُور ہو جائیں گے اور عوام المسلمین اصل مسئلہ کا علم حاصل کرلیں گے۔ وباللہ التوفیق

الجواب بتوفیق اللہ الوھاب عزوجلّ:۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علمائے کرام کے فتوے اور اپنی معروضات عرض کرنے سے پہلے مفتی شائق صاحب کے کتابچہ کی قابلِ مؤاخذہ عبارات نقل کر دی جائیں تا کہ اُن کا مؤقف قارئین جان کر علمائے کرام کی تحقیقات مبارکہ کو پڑھیں اور اصل مسئلہ تک اُن کی رسائی ہو۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا

قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

شائق صاحب کے کتابچہ کی قابلِ مؤاخذہ عبارات:۔

(۱) سوال : (۱) کیا قریش خاندان سیّد ہے؟ (۲) کیا ہاشمی خاندان کا مسلمان صاحبِ ایمان عالم فاضل سیّد کہلوا سکتا ہے؟ (۳)۔کیا فاطمی سادات کے علاوہ غیر فاطمی سادات بھی ہیں؟ (۴) سیّد کا لفظ مختص ہے یا عام؟ (۵) سید عرب زبان میں کسی خاص قوم کا نام ہے یا اعزازی لقب ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ (سائل فاطمی سیّد محمد عبداللہ شاہ گجرات، پاکستان) (من ھوالسید ص ۱)(۲)۔"مجمل اور مختصر جامع جواب یہ ہے کہ ہاشمی خاندان' علوی خاندان' زینبی خاندان' آل عقیل' آلِ حمزہ' آلِ عباس اور قریشی خاندان کی تمام شاخوں کے لوگ جو "خصوصیات آتیہ" کے حامل ہوں اُنہیں سیّد کہنا قرآن وحدیث اور از روئے تعاملِ اہل اسلام بالکل جائز ہے"۔

(من ھوالسیّد ص ۲) (۳) "سوال:۔لفظ سیّد کا مطلب اور معنٰی کیا ہے؟ اور لفظِ سید کونسے اوصاف کے حامل شخص پر بولا جا سکتا ہے؟ جواب۔تفسیر کشّاف' مبارک' خازن' احکام المنار للبغوی وغیرہ کتب کی روشنی میں سیّد کے معانی ومطالب واطلاقات حسبِ ذیل ہیں ۔(۱) سیّد سردار کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔(۲) سیّد وہ ہے جو اپنے ربّ کا مطیع ہو۔(۳) سیّد علمِ فقہ میں ماہر اور عالم کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔(۴) سیّد وہ ہے جو علم وعبادت اور تقویٰ میں بلند ہو۔(۵) سیّد وہ ہے جو صرف حق کے لئے غصہ میں آتا ہو۔(۶) سیّد وہ ہے جو اچھی خصلتوں سے مالا مال ہو۔(۷) سیّد وہ ہے جو سخی ہو۔ (۸)۔سیّد وہ ہے جو اپنی قوم پر شرف اور بزرگی میں فوقیت رکھتا ہو"۔(من ھوالسیّد ص ۸)

(۴) "سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا بلاشبہ سیّدہ ہیں۔اُن کے شہزادے امام حسن وحسین رضی

اللہ عنہما سیّد ہیں۔ خاتونِ جنت کی شہزادیاں سیّدہ زینب اور سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما یقیناً سادات ہیں مگر قرآن اور حدیث کی روشنی میں لفظِ سیّد کی اِن کے ساتھ تخصیص نہیں ہے''۔ (من ھوالسیّد ص۲) (۵) ''جن کے لئے قرآن اور حدیث میں سیّد کا لفظ استعمال ہوا اُنہیں سیّد کہنا ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کیونکہ اِس کا انکار بندے کو کفر تک لے جا سکتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہم قرآن وحدیث کے پابند ہیں، ہم رسم ورواج کے پابند نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کسی کی سازش کا شکار ہو سکتے ہیں''۔ (من ھوالسیّد ص۲)

(۶) ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی یعنی یحییٰ علیہ السلام کو سیّد کہا تو ثابت ہو گیا کہ جو لفظِ سیّد کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اُولاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اُن کا عقیدہ ایران کی پیداوار خلافِ قرآن ہے۔ قرآن کی اِس ایک آیت ہی سے تخصیص باطل ہو گئی''۔ (من ھوالسیّد ص۳) (۷)۔ آیت کریمہ اِنَّا اطعنا سادتنا الآیۃ سے معلوم ہوا کہ سیّد کا لفظ سیّدہ خاتونِ جنّت کی اولاد کے ساتھ مخصوص نہیں کفار اپنے بڑوں کو سادات کہتے ہیں اور ہم مسلمان اپنے نبی کے خاندان قریشی ہاشمی کو سادات کہتے ہیں''۔ (من ھوالسیّد ص۴)

(۸)۔ ''سبع سنابل کی اِس حدیث الجنّۃ للمطیع وان کان عبداً حبشیاً والنار للعاصی وان کان سیّداً قریشیاً سے قریشی کا سیّد ہونا صریح حدیث سے واضح ہو گیا اور بتایا جا چکا ہے کہ جو ہاشمی ہوتا ہے وہ قریشی ضرور ہوتا ہے لہٰذا ہر ہاشمی کا سیّد ہونا زبانِ رسول ﷺ سے ثابت ہو گیا۔ انکار کی گنجائش ہی نہیں''۔ (من ھوالسیّد ص۵)

(۹)۔ رسولِ کریم نے فرمایا۔ انّا سیّد ولد آدم. میں اولادِ آدم کا سیّد ہوں۔ اگر یہ کہا جائے کہ سیّد صرف فاطمی ہو سکتا ہے تو پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کا اپنے بارے میں یہ ارشاد کیسے درست ہو گا؟ کیونکہ آپ ابوالفاطمہ، فاطمہ کے باپ ہیں، ابن الفاطمہ فاطمہ کے

بیٹے تو نہیں ہیں''۔ (من ھوالسیّد ص ۵) (۱۰)۔ ''حسنین کریمین کو آقائے کریم ﷺ نے جنّتی جوانوں کا سیّد قرار دیا۔ سیّدہ زہرا بتول کو اہلِ ایمان کی عورتوں کا سردار قرار دیا مگر کہیں بھی حصر کا کلمہ استعمال نہیں فرمایا۔ کہیں بھی یہ نہ فرمایا کہ صرف اولادِ خاتونِ جنّت کے لئے ہی سیادت ہے۔ یا حسنین کریمین کی اولاد ہی کے لئے سیادت ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے دوسروں کو سیّد فرما کر حصر کی نفی فرمائی ہے''۔ (من ھوالسیّد ص ۶)

(۱۱)۔ ''سوال بعض لوگ مولا علی کی خاتونِ جنّت کے علاوہ اولاد کو سیّد ماننے سے انکاری ہیں''۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ جواب: ''وہ ایرانی سازش اور مخصوص ازم سے متاثر ہو گئے ہیں اور کوئی وجہ نہیں''۔ (من ھوالسیّد ص ۷) (۱۲)۔ ''سوال: کئی قریشی ہاشمی جوا بازی، بٹیر بازی کرتے ہیں تو اِنہیں سیّد کہنا کیا درست ہے؟ جواب: درست ہے وہ سیّد خاندانِ قریشی ہاشمی کی وجہ سے ہیں''۔ (من ھوالسیّد ص ۸) (۱۳) ''سوال: سیّد کوئی قوم ہے؟ جواب: ہرگز نہیں۔ عزت کا لفظ اور لقب ہے۔ مدح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قوم قریشی ہاشمی ہے''۔ (من ھوالسیّد ص ۹) (۱۴) ''منافق کو سیّد کہنا منع ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے علی گڑھی کو سیّد کہنے سے گریز کیا۔ حالانکہ مشہور یہی ہے کہ وہ فاطمی سیّد تھا''۔ (من ھوالسیّد ص ۸)

(۱۵)۔ ''سوال: قریشی کون ہیں؟ جواب: جو نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ۱۲ ویں جدِ اعلیٰ ہیں اُن کا لقب قرش ہے اور اُن کی اولاد قریش ہے''۔ (من ھوالسیّد ص ۹)

(۱۶) ''سوال: کیا سیّد الشھدآء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی اولاد تھی؟ جواب: جی بالکل تھی مرآۃ الانساب نیز بلاذری کتابوں میں آپ کی اولاد کے بارے تفصیل مذکور ہے۔ حضرت سیّد یعلیٰ آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے ہیں۔ اِن کے آگے پانچ بیٹے

تھے۔ راولپنڈی، لاہور اور دہلی میں افسر مال کے دفتر میں چار سو سال سے زائد قدیمی زمانے کا قریشی ہاشمی خاندانِ اولادِ حمزہ کا ریکارڈ آج بھی محفوظ ہے۔ اِس میں سیّد الشہدآء امیر حمزہ کی اولاد کا شجرۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور قطب الاقطاب ابوالحفاظ پیر سیّد مخدوم ابراھیم قریشی ہاشمی علاقہ پوٹھوہار کے مشہور مستجاب الدعوات بزرگ تک اور کچھ آگے تک شجرۂ نسب محفوظ ہے۔ اِن شآءاللہ تفصیل علیحدہ بیان ہوگی۔

(من ھوالسیّد ص ۱۰) (۱۷):۔ ''بعض لوگ اہلِ بیت کا لفظ صرف اہل کساء کے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ ازواجِ مطہرات اور حضرت سلیمان فارسی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ہم اہلِ سنت کساء کی وجہ سے اُنہیں اہل بیت سے خارج نہیں کرتے ہیں۔ یہ بھی ''ایرانی سازش'' ہے کہ مولا علی کی زوجہ کو اہلِ بیت میں شامل کرو اور پیارے نبی کی ازواج کو خارج کر دو۔ ہم اہلِ سنّت اِس سازش کو ناکام بنا چکے ہیں۔ لہٰذا لفظ سیّد اور لفظِ اہلِ بیت کو مخصوص کرنا ''ایرانی سازش'' ہے۔ جس کا شکار سادہ لوح اہلِ سنت بھی ہو چکے ہیں۔ اہلِ سنت کو ہوش کے ناخن لینا ضروری ہے''۔ (من ھوالسیّد ص ۱۱) (۱۸):۔ ''خلاصۂ کلام حسنی، حسینی سیّد ہیں، سیّدہ زینب بنت علی کی نسل سیّد ہے۔ علوی سیّد ہیں، قریشی سیّد ہیں اور ہاشمی سیّد ہیں۔ سیّد اعزازی لقب ہے۔ سیّد عرب زبان میں کوئی قوم نہیں ہے۔ اہلِ عجم نے ''ایرانی سازش'' سے اِسے قوم بنانے کی کوشش کی ہے مگر ناکام ہوئے ہیں۔ قوم قریشی ہاشمی ہے۔ سیّد صرف وہ کہلا سکتا ہے جو اعلیٰ اوصاف رکھتا ہو اور خاندانی عظمت بھی رکھتا ہو۔ ہمارے نبی کی اصل بھی سیّد ہے اور نسل بھی سیّد ہے''۔ (من ھوالسیّد ص ۱۲) (۱۹):۔ ''چیلنج:۔ اگر کوئی ایرانی پاکستانی کوئی عالم قرآن وحدیث سے کوئی ایک آیت یا کوئی ایک حدیث دکھا دے جس میں یہ ہو کہ

اولادِ سیّدہ فاطمہ کے علاوہ سیّد کا لفظ ہاشمیوں کے لئے منع ہے۔ علویوں کے لئے منع ہے۔ سیّدہ زینب بنت علی کی اولاد کے لئے منع ہے تو وہ مستند حوالہ دکھا کر "معقول انعام" حاصل کرے اور اگر وہ حوالہ نہ دکھا سکے تو وہ اپنی مرضی اور اپنی خواہش اور "ایرانی سازش" کو اہل اسلام میں ٹھونسنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم قرآن اور رسول کے فرمان کے پابند ہیں۔ کسی کی خواہش اور جھوٹے رسم ورواج کے پابند نہیں ہیں"۔ (من ھوالسیّد ص ۱۲)

(۲۰):۔ "میں زبانی تحریری گفتگو کے لئے اِس موضوع پر ہر سوال کا جواب دینے کے لئے ہر وقت حاضر ہوں جب تک حیاتِ مستعار باقی ہے"۔ کتابچہ "من ھوالسیّد" کے مؤلف کا مؤقف واضح کرنے کے لئے ہم نے یہ بیس (۲۰) عبارات نقل کی ہیں۔ ناظرین خود اندازہ فرمائیں کہ اِس شخص نے سیادتِ شخصی اور سیادتِ نسبی کو کس طرح خلط ملط کیا ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے آلِ رسول کے نسبِ پاک کی مخصوص فضیلتوں کی نفی کرتے ہوئے اُنہیں صرف اِس لئے سیّد مانا ہے کہ یہ نسل پاک بھی قریشی ہاشمی ہے۔ والی اللّٰہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم.

علماء کرام کے فتاویٰ مبارکہ اب ہم معتبر علماءِ اہل سنّت کی اِس مسئلہ کے بارہ میں تحقیقی تحریریں اور فتاوٰی مبارکہ نقل کرتے ہیں وباللّٰہ التوفیق۔

(۱)۔ مولانا شیخ الحدیث مفتی نور اللّٰہ نعیمی صاحب کا فتوٰی:۔

مولانا شیخ الحدیث ابوالخیر محمد نور اللّٰہ نعیمی صاحب بانیٔ جامعہ فریدیہ بصیر پور رحمۃ اللّٰہ علیہ کے مجموعۂ فتاوٰی میں درج ذیل فتویٰ لکھا گیا ہے۔ "**الاستفتاء**:۔ **باسم المجید یفعل اللّٰہ مایرید** ۔بگرامی قدر جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ تعالیٰ وبرکاتہٗ ۔مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب دے کر عند اللّٰہ اجر حاصل کریں۔ (۱)۔ حضرت بتول زہراء رضی اللّٰہ

عنھا کے سوا دوسری بیویوں سے جو اولادِ علی ہے کیا وہ علوی سیّد کہلا سکتے ہیں یا نہیں؟

(ب):۔ایک شخص کہتا ہے کہ علوی سیّد کہلانا جرم ہے حالانکہ ارشادِ الٰہی ہے ادعوھم لاباءھم ۔ (ج):۔علوی سیّد کہلانے والا آدمی خود اعلان کرتا ہے کہ بھائی فاطمی سیّد تو خود مطلق سیّد لکھتا ہے اور غیر فاطمی علوی سے مشتق ہوتے ہیں مگر دونوں حضرات پر صدقات وزکوٰۃ حرام ہیں بوجہ قرابتِ خاندانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر وہ ایک آدمی اکیلا رٹ لگاتا ہے کہ جو علوی ہو کر سیّد کہلائے اُس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ ہر سہ جزئیات کا جواب مدلّل طور پر لکھیں۔ بینوا توجروا۔ (سائل حکیم مولوی محمد اعظم خطیب جامع مسجد چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر)

الجواب اللھم اجعل لی النور والصواب :۔ سیّد کا لفظ لُغتِ عرب کے لحاظ سے بڑا عام لفظ ہے۔ حتیٰ کہ یہ لفظ کافروں پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں عزیزِ مصر کو سیّد فرمایا گیا ہے۔ والفیا سیدھا لدی الباب (یعنی اُن دونوں نے زلیخا کے سیّد یعنی خاوند کو دروازے کے پاس پایا) مگر آج کل پاکستان وغیرہ چند ممالک کی اصطلاح میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک کو سیّد کہا جاتا ہے۔ جو حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہما کی بھی اولادِ پاک ہے۔ کتاب دستور العلماء جلد دوم ص ۱۹۳ میں ہے السید بفتح الاول والثانی المشدّد الرئیس کما یقال سیّد القوم أی رئیسھم ثم غلب فی من کان من اولادِ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (یعنی لفظِ سیّد سین مفتوح اور یاءِ مشدّدہ کے ساتھ کا لغوی معنی رئیس یعنی سردار ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے قوم کا سیّد یعنی اُس کا سردار پھر اِس لفظ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک پر بولے جانے میں غلبہ حاصل ہو گیا۔) اور عرب ممالک میں اِن حضرات کو شریف کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک اصطلاحی چیز ہے۔ اِس کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سیّد نہیں بن سکتے۔ ہاں

اگر کوئی نئی اصطلاح بن گئی ہو یا بنائی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اصطلاحِ جدید سے شرعاً ممانعت نہیں آئی۔ مگر موجودہ اصطلاح کے لحاظ سے پرہیز ضروری ہے اگرچہ وہ علوی کی قید یا حیثیت سے سیّد کہے جائیں مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے جو ادعوھم لآباء ھم کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے۔ ہاں نرا علوی کہلائیں یا شاہ صاحب کہلائیں تو یہ ہوسکتا ہے مگر وہ بھی جبکہ تکبّر سے نہ ہو ورنہ کون نہیں جانتا کہ تکبّر وغرور حرام ہیں اور جہنم میں پہنچانے والے ہیں۔ حررّہ الفقیر ابو الخیر النعیمی غفر لہ (فتاویٰ نوریہ جلد دوم ص ٦٦)

(۲)۔ مفتی غلام رسول نقشبندی صاحب کا فتویٰ:۔

مولانا مفتی غلام رسول صاحب مدرس دار العلوم نقشبندیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ نے اپنے مجموعۂ فتاویٰ میں یہ فتوی لکھا ہے۔ ''استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ کے بارہ میں کہ اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف نسبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قوم میر عالم (میراثی) کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قریش اور سادات سے تعلق رکھتے ہیں کیا یہ بات صحیح ہے؟ (محمد رمضان حیدر ضلع قصور) الجواب بعونہٖ تعالیٰ:۔ قومِ میر عالم اپنے آپ کو حضرت عدنان سے منسوب کرتی ہے جو کہ اکیسویں پشت میں نبی کریم ﷺ کے دادا ہیں اور بعض اِس سے قریب حضرت عکاشہ بن محصن المتوفی ۱۲ھ کی طرف نسبت کرتے ہیں لیکن اِن کا یہ نسب جو اِن کی زبانی سُنا گیا ہے نہایت غلط اور مخلوط ہے۔ ساداتِ کرام اور قریش کے ساتھ نسبی طور پر اِن کا دُور کا واسطہ بھی نہیں ہے کیونکہ سادات حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہیں جو حسنین کی اولاد سے نہیں ہے وہ سیّد نہیں ہے۔ میر عالم میراثی کا نسبی تعلق حضرت عقیل کی اولاد سے بھی کسی قسم کا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عقیل کی اولاد سیّد نہیں ہے۔ بہر حال سادات کا نسب بالکلیہ محفوظ ہے

جن سے میر عالم کا نسبی تعلق کسی قسم کا نہیں ہے۔ اِن لوگوں کا اپنے آپ کو سیّد یا قریش ظاہر کرنا نہایت درجہ کا گناہ اور جرمِ عظیم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو قابلِ نفرت شخصیت اور ملعون قرار دیا ہے جو کہ اپنے نسب کو دوسری طرف منسوب کرتا ہے اور سفلی اقوام کا اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرنا تو مزید جرم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب (فتاویٰ جماعتیہ۔ص ۳۵۸)

(۳)۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:۔

سوال:۔ زید اپنے آپ کو سیّد کہلواتا ہے اور شجرۂ نسب مانگنے پر وہ کھوکھروں کا شجرہ پیش کرتا ہے۔ اپنے تمام خط و کتابت میں اور جملہ امور میں وہ اپنے آپ کو سیّد لکھتا ہے کیا وہ سیّد کہلا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اِس کی امامت کیسی ہے؟ (محمد سلیم خطیب دینہ)

الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں جو شخص اپنے آپ کو سیّد کہلواتا ہے اور خط و کتابت میں بھی خود کو سیّد لکھتا ہے اور شجرہ طلب کرنے پر وہ کھوکھروں کا شجرہ پیش کرتا ہے تو اِس کے کاذب ہونے میں شک و شبہ نہیں اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ نیز جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے اور مرتکبِ کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ کبیری شرح منیہ میں ہے ۔ فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب توھینہ شرعاً علیکم اور ردالمحتار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع الکراھۃ التحریمۃ تجب اعادتھا ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من ادعی الی غیر ابیہ فقد کفر . (ترجمہ) جو شخص اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے وہ کفر یعنی ناشکری کرنے والا ہے۔ خدا جانے زید نے کتنی بار اپنے آپ کو سیّد کہلایا اور لکھا ہوگا حالانکہ گناہِ صغیرہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور سیّد تو وہ شخص ہو سکتا ہے جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہو نہ کہ وہ جو حضرت علی

رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں کی اولاد سے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیّدۃ نسآء اھل الجنّۃ اور امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو الحسن والحسین سیّد اشباب اھل الجنّۃ فرمایا ہے۔ اِس لئے اِنہی کی اولاد سیّد ہوسکتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں سے جو اولاد ہے وہ صرف علوی کہلاسکتی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنیفہ جو کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے باپ کی طرف سے بھائی تھے اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے بلایا اور آپ اِن کے بلانے پر میدانِ کربلا میں اُترے تو ان دنوں محمد بن حنیفہ بیمار تھے ساتھ نہ جاسکے وہ علوی ہیں سیّد نہیں ہیں۔ لٰہذا زید کو چاہیے کہ وہ فوراً توبہ کرے اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو سیّد کہلانے سے باز آئے کہ یہ صریح جھوٹ ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو وہ امامت سے الگ کردیا جائے کیونکہ ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ہفت روزہ سواد اعظم لاہور، بابت ۲۸ محرم ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۱ جون ۱۹۶۳ء)

(۴) امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:۔

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا۔ دادی اور والدہ سیدانی ہیں۔ اِس صورت میں زید سیّد ہے یا پٹھان۔ بیّنوا توجروا۔ **الجواب:۔** شرعِ مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔ جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ اِنہی قوموں سے ہوگا اگرچہ اُس کی ماں اور دادی سب سیّدانیاں ہوں۔ نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے۔ من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل اللّٰہ منہ یوم القیامۃ صرفاً ولا عدلاً ھذا مختصر

۔(ترجمہ) جواپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اُس پر خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و غیرھم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور اُن کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بیٹیاں ٹھہرے۔ پھر اُن کی جو خاص اولاد ہے اُن میں بھی وہی قاعدہِ عام جاری ہوا کہ وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں۔ اِس لئے سبطین کریمین کی اُولاد سیّد ہیں۔ نہ کہ بناتِ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد پنجم ص ٦٦٦) (احکام شریعت ص ۱۸۳)

(۵)۔امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فتویٰ:۔

امام اہلِ سنت ایک سوال کے جواب کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ ”جب عام صالحین کی صلاح اُن کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی صلاحِ عظیم کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے پھر اللہ اکبر حضراتِ عالیہ ساداتِ کرام اولادِ امجاد حضرت خاتونِ جنت بتول زہراء رضی اللہ عنہا کہ خود حضور پُر نور سیّد الصالحین سیّد العالمین سیّد المرسلین ﷺ کے بیٹے ہیں کہ اِن کی شان تو ارفع و اعلیٰ بلند و بالا ہے۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔ انّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ یعنی ”اللہ یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے

گھر والو اور تمہیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر"۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ انّ فاطمة احصنت فحرمها الله وذريتها على النار . یعنی بے شک فاطمہ نے اپنی حرمتِ نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرمادیا۔ رواه التمام فی فوائده والبزار وابو یعلیٰ والطبرانی والحاکم وصحّحه عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه۔ (رسالہ اراءۃ الادب لفاضل النسب ص ۴۹)

الحمدللہ! معتبر علمائے اہلِ سنت کے مندرجہ بالا پانچ فتووں سے یہ ثابت ہوا کہ باعتبارِ نسب جب سیّد کا لفظ بولا جائے گا تو اِس کا اطلاق صرف اور صرف آلِ رسول ﷺ اولادِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہی پر صحیح ہوگا۔ اِن کے علاوہ جو ہاشمی قریشی ہیں وہ اپنے جدّ کی طرف منسوب ہوں گے۔ حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد علوی ہے۔ سیّد نہیں اور نہ سیّد علوی ہے۔ اور اِن کی فاطمی اولاد علی الاطلاق سیّد ہے۔ سیّد علوی یا علوی نہیں کہ اِن کا نسب نبی ﷺ کی طرف ہے نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اور یہ نسل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل ہیں جیسا کہ علمائے کرام کے فتاوٰی مبارکہ میں گذرا۔ ولہٰذا مفتی شائق صاحب کا یہ لکھنا کہ "رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ انا سیّد ولد آدم میں اولادِ آدم کا سیّد ہوں۔ اگر یہ کہا جائے کہ سیّد صرف فاطمی ہوسکتا ہے تو سرکارِ دوعالم ﷺ کا اپنے بارہ میں یہ ارشاد کیسے درست ہوگا کیونکہ آپ ابوالفاطمۃ ہیں ابن الفاطمۃ تو نہیں ہیں۔" (من ھو السید ص ۵)

اِن کی نافہمی وکم بختی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آنجناب کو اتنا بھی علم نہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ مطلقاً سیّد ہیں اور آپ کے سیّد ہونے ہی کی وجہ سے تو سیّدہ فاطمہ اور اُن کے دیگر بہن بھائی سب سیّد ہیں۔ اور پھر سرکارِ دوعالم ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنھا کی اولادیں بھی سیّد ہیں۔

چند ضروری معروضات:۔

استفتاء میں پیش کردہ مسئلہ کے بارہ میں ہم نے اپنے رسالہ ''اثمارِ عقیدت وانوارِ بصیرت درنسبِ اہل فضیلت'' میں پوری تفصیل عرض کر دی ہے۔ ہمارا یہ رسالہ ہماری کتاب ''شجرۂ نسب قوم قریش بنی ہاشم من آل علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم'' کی ابتداء میں شائع ہوا ہے۔اب ہم اجمال سے کام لیتے ہوئے اِس مسئلہ کے بارہ میں ضروری باتیں عرض کرتے ہیں۔وباللہ التوفیق

خاندانوں کا ثبوت: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔**یآ یھا الناس انّا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ وجعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفوا ط انّ اکرمکم عنداللہ اتقاکم ط ان اللّٰہ علیم خبیر .** (ترجمہ):۔اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے ہاں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تُم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔(پارہ ۲۶۔رکوع ۱۴)اِس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے مختلف نسب اور قبیلے خود اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔مختلف قبیلوں اور شاخوں کے بنانے کی غرض وغایت آپس کی جان پہچان ہے۔اور قربِ خداوندی کا دارو مدار تقویٰ پر ہے۔مفسّر صاوی لکھتے ہیں **لیعرف بعضکم بعضاً فتصلوا ارحامکم وتنتسبوا لآبائکم** ۔ تاکہ تم میں سے بعض بعض کو پہچانے تو تم صلہ رحمی کرو اور اپنے باپ دادوں سے اپنا نسب جوڑو۔ یہ نسب کی پہچان کا فائدہ ہوا۔یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کو حتیٰ المقدور اپنا نسب معلوم ہونا چاہیے۔

نسب کی محافظت کی تاکید:۔

شرع شریف نے نسب کی محافظت پر زور دیا ہے اور اِس پر متعدد احکام کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں تعلّموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم فان صلة الرحم محبّة فی الأهل ومثراة فی المال ومنساة فی الاثر.

(ترجمہ):۔تم اپنے رشتوں کا علم سیکھو جن کا جوڑنا تم پر واجب ہے کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں درازی پیدا کرتی ہے۔(مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۳۳)

شیخ محقق دہلوی اِس کی شرح میں فرماتے ہیں۔(ترجمہ) تم اپنے اباءواجداد اور اُمہات کو اور اُن کی نرینہ ومادینہ اولاد کو پہچانو اور اُن کے نام یاد رکھو کہ جن رشتہ داروں سے صلہ رحمی شرعاً واجب ہے۔اُن کو جاننا چاہیے کہ یہ جاننا ضروری اور مفید ہے۔(اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۱۰۷)

تبدیلیٔ نسب موجبِ لعنت ہے:۔ شرع شریف نے نسب کی محافظت وتعلیم کا حکم دیا' اِس پر متعدد احکام کی بناء رکھی ۔ اِس لئے نسب بدلنا اور اپنے باپ دادوں کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنے ابآء واجداد تسلیم کر لینا ازرُوئے شرع شریف کبیرہ گناہ اور سخت حرام وموجب لعنت ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اعظم الناس فریة اثنان شاعر یهجو القبیلة بأسرها ورجل ینفی من أبیه. (ترجمہ) دو شخص سب سے بڑے جھوٹے ہیں ایک وہ شاعر جو کسی پورے قبیلے کی ہجو کرے اور دوسرا وہ شخص جو اپنا نسب اپنے باپ سے توڑ دے۔

(جامع صغیر جلد اول ص ۴۷) نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ من ادعی الی غیر أبیه وهو یعلم أنّه غیر أبیه فالجنّة علیه حرام. جو شخص اپنے باپ کے غیر سے اپنے نسب کا دعوی کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس کے باپ کا غیر ہے تو اس پر جنت حرام

ہے۔ (بخاری شریف) اور آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ من ادعی الی غیر ابیه وانتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة الله المتتابعة الی یوم القیامة. (ترجمہ) جوشخص اپنے باپ کے غیر سے اپنے نسب کا دعویٰ کرے یا اپنے موالی کے غیر سے اپنی ولاء ثابت کرے اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لگاتار لعنت ہے۔ (جامع صغیر جلد دوم ص ۱۶۲)

اِن ارشادات نبویہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جوشخص علم کے باجود اپنی قوم تبدیل کرتا ہے وہ شرعاً سخت حرام فعل کا مرتکب، صاحبِ گناہ کبیرہ اور مستحقِ لعنت شخص ہے۔ أعاذنا الله تعالیٰ من القول الزور والدعویٰ الکاذبة بجاه النبی الامین ﷺ.

سیّد کون ہیں؟ لفظ سیّد کا لغوی معنیٰ سردار ہے مگر برصغیر پاک وہند کے عرفِ عام اور محاورہ میں قومیت کے لحاظ سے حضرات کریمین حسنین رضی اللہ عنھما کی اولادِ پاک کو سیّد کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لفظ اِس خاندانِ پاک کے لئے عرفاً خاص ہو گیا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد کو سیّد نہیں کہا جائے گا۔ اُنہیں علوی، قریشی، ہاشمی کہیں گے۔ چنانچہ مولانا مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں۔ ''حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہے اُسے سیّد کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اُولاد جو اِن کی دوسری بیویوں سے ہے اُسے علوی کہتے ہیں سیّد نہیں کہتے جیسے محمد بن حنفیہ وغیرھم'' (رسالہ الکلام المقبول فی طھارۃ نسب الرسول ص ۱۸ در رسائل نعیمیہ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

رسول اللہ ﷺ کی نسل پاک کون ہے؟ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان الله تعالیٰ جعل ذریة کل نبی فی صلبه وجعل ذریتی فی صلب علی بن أبی طالب. (ترجمہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اُس کی اپنی پشت میں رکھی اور

اُس نے میری اولاد علی بن ابی طالب کی پشت میں رکھی۔ (جامع صغیر جلد اوّل ص ۶۹)

(تنبیہ):۔ اِس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت میں جو فاطمی و غیر فاطمی اولاد رکھی گئی ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہے لیکن یہ بات درست نہیں بلکہ یہ صرف فاطمی اولاد کے بارہ میں فرمایا گیا ہے۔ غیر فاطمی علوی اولاد کا نسب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہونے کا کیا ذریعہ ہے جبکہ اُن کی مائیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہی نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ حق پر قائم رکھے۔ آمین۔ وهذا التلخيص ماقلت فی رسالتی "اثمارِ عقیدت وانوارِ بصیرت در نسب اھلِ فضیلتً" والتفصيل فی مفهوم سیّد النسب سیأتی قریباً ان شاء الله تعالیٰ.

لفظ سیّد کی تشریح:۔ (۱)۔ مولانا محمد امین قادری رضوی خطیب و امام میٹھا بھائی مسجد موٴمنہ وارڈ گوپی پورہ سورت (انڈیا) لکھتے ہیں۔ ''سیّد کے لغوی معنی ہیں امام پیشوا اور سردار اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق سورہ آلِ عمران میں ارشاد فرماتا ہے۔ انّ الله يبشرک بيحيىٰ مصدقاً بكلمة الله وسيّداً وحصوراً ونبيّاً من الصالحين. حضور انور ﷺ کی اولاد کو آج ہمارے یہاں سید کہتے ہیں وہ یہیں سے لیا گیا ہے۔ سیّد کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ سیّد وہ ہے جس کا غصہ اُس کی عقل پر غالب نہ ہو اور بعض نے فرمایا ہے سیّد وہ ہے جو خیر و برکات میں دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ حضور انور ﷺ نے اپنے فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ان ابنی هذا سيّد. بلاشبہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔ اسی طرح دوسری روایت میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا۔ انّ الحسن والحسين سيّدا شباب اهل الجنة۔ ''یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار

ہیں"۔ان ہی احادیثِ کریمہ کے پیشِ نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو لفظِ سیّد سے پکارا جانے لگا۔ دوسرا اِس لئے کہ سیّد کے معنے سردار کے ہیں اور حضور ﷺ کا لقب ہے سیّد المرسلین ۔ یہ حضرات اِن کی اولاد میں ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔ حضور نبیوں کے سردار' حضرت علی شیرِ خدا ولیوں کے سردار' حضرت فاطمۃ الزہراء مسلمان بیبیوں کی سردار اور حضرات حسنین کریمین جنت کے نو جوانوں اور شہیدوں کے سردار۔

حضرت علی شیرِ خدا کی وہ اولاد جو حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہے اُسے عرفِ عام میں سیّد کہتے ہیں اور حضرت علی کی وہ اولاد جو اُن کی دوسری بیویوں کے بطن سے ہے اُسے علوی کہتے ہیں سیّد نہیں کہتے جیسے حضرت محمد بن حنیفہ وغیرہ

اور سیّد وہ ہو گا جس کا باپ سیّد ہو گا۔ اگر ماں سیّدانی ہے اور باپ غیر سیّد تو وہ سیّد نہیں کیونکہ نسب باپ سے ہوتا ہے۔ ماں سے نہیں ہوتا اور اگر باپ سیّد ہے اور ماں غیر سیدانی تو وہ سیّد ہے اور اگر ماں باپ دونوں سیّد ہیں تو وہ نجیب الطرفین سیّد ہے جیسے حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے والد حسنی سیّد ہیں اور والدہ حسینی سیّدہ ہیں۔ فی زمانہ حسنی سیّد کم اور حسینی سیّد زیادہ ہیں مگر دونوں واجب التعظیم ہیں۔

فی زمانہ نقلی سیّد بہت بن گئے ہیں کہ سیّد نہیں مگر اپنے آپ کو سیّد کہلاتے ہیں۔ یہ سخت حرام اور شدید ترین گناہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے۔ من ادعی الیٰ غیر أبیه فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین لا یقبل اللّٰه منه یوم القیامة صرفا ولا عدلاً. یعنی جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اُس پر خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن اُس کا نہ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔ (تاریخ کربلا ص ۲۷ مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور)

(۲)۔ مفتی غلام رسول صاحب سابق مدرس و مفتی دار العلوم نقشبندیہ علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ مؤلف فتاوٰی جماعتیہ لکھتے ہیں۔ "سیّد کے لغوی معنے متعدد ہیں۔ یہ لفظ زیادہ تر رئیس اور معزز آدمی پر بولا جاتا ہے۔ لیکن عرف اور اصطلاح میں سیّد بمعنی نسبی صرف اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا جاتا ہے۔ مصباح اللغات میں ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک سیّد وہ لوگ ہیں جو خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد اور نسل سے ہوں" اور السیّدان امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو کہتے ہیں۔" (مصباح اللغات۔ ص ۴۰۵)

اور محیط المحیط میں ہے۔ السیّد من المسلمین من کان من سلالۃ الرسول والسیّدان الحسن والحسین ابنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم . یعنی مسلمانوں میں سیّد وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں اور سیّدان حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو کہا جاتا ہے۔ (محیط المحیط ص ۴۳۹)

اِس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہیں وہی سیّد ہیں اور دوسرے لوگ سیّد نہیں ہیں۔ قرآن وحدیث میں اگرچہ بعض دوسرے لوگوں پر بھی لفظِ سیّد کا استعمال ہوا ہے لیکن وہ بمعنی لغوی یعنی معزّز کے معنے میں استعمال ہوا ہے ۔عرف اور نسب کے لحاظ سے لفظ سیّد کا اطلاق صرف اور صرف حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک ہی پر ہوگا اور کسی پر نہیں ہوگا جس کی وجہ یہ ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے، حضرت علی، حضرت خاتون جنت اور حسنین کریمین صلی اللہ علیٰ نبینا وآلہ بارک وسلم کے لئے لفظ سیّد بطور لقب منتخب فرمایا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا سیّد ولد آدم یوم القیامۃ . قیامت کے دن میں

اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور آپ ﷺ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو فرمایا أما ترضین أن تکونی سیدۃ نسآء اھل الجنّۃ او نسآء العالمین. کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو جنت میں عورتوں کے سردار ہو یا یہ فرمایا کہ تو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔

(بخاری بدأ الخلق ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۷)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الحسن والحسین سیّدا شباب اھل الجنۃ یعنی حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص ۳۰۶)

جب مندرجہ بالا روایات میں خود حضور ﷺ نے سیّدہ کا لقب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اور سیّد کا لقب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو عطا فرمایا ہے تو اب یہ لقب سیّد صرف اِن پر اور اِن کی اولاد ہی پر بولا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ہمارا نسب خاتونِ جنت کے واسطہ سے حضور ﷺ کی طرف منسوب ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب حضرت مریم کے واسطہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ جب سادات کا نسب حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوا تو یہ نسب اِس نسبت کی وجہ سے مخصوص ہوا۔ اِسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری ذریت علی کی صلب میں رکھی گئی ہے چونکہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بیٹی تھیں لہٰذا فرمایا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بواسطہ فاطمۃ اولاد ہوگی وہ میری اولاد ہوگی۔ اور میں اُس کا عصبہ جدّی ہوں گا۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا سے ہوگی وہ حضور ﷺ کی اولاد ہوگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں سے جو اولاد ہوگی وہ حضور ﷺ کی اولاد نہ ہوگی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیویوں سے

اولاد حضور ﷺ کی اولاد نہ ہوئی تو دوسری بیویوں سے اُن کی وہ اولاد سیّد بھی نہ ہوگی۔
ملتقطاً (کتاب حسب ونسب ص ۶۶ تا ص ۴۷۔ مطبوعہ انجمن فاطمیہ برطانیہ)

(۳)۔ پیر طریقت حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب اپنی کتاب ''جلوۂ جاناں'' میں رقمطراز ہیں۔ ''تمام ساداتِ کرام ترمذی ہوں یا مشہدی' بخاری ہوں یا گیلانی سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں۔ اِن کے ساتھ سیّد کا خصوصی لفظ بطور لقب استعمال ہوا ہے، بطور قوم نہیں''۔ حضور ﷺ اپنے نواسے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا ابنی ھذا سید ۔ ''یہ میرا بیٹا سیّد ہے''۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا انّ الحسن والحسین سیّدا شباب اھل الجنّۃ۔ ''بلاشبہ حسن وحسین جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں''۔ (ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال بابت جولائی ۲۰۰۲ء ص ۱۱)

(۴)۔ مولانا سیّد اشرف رضا ایڈیٹر ماہنامہ ''آواز'' گلبرگہ شریف (انڈیا) لکھتے ہیں۔ ''سرکار رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ من ادعی الی غیر أبیہ وھو یعلم فالجنّۃ علیہ حرام. یعنی جو شخص اپنے باپ کی نسبت اپنے باپ کے غیر کی طرف کرے حالانکہ وہ جانتا ہو تو اُس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری ومسلم)

اِس حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس حدیث سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو سیّد نہیں ہیں مگر اپنے آپ کو سیّد کہلواتے ہیں۔ یہ بیماری بہت لوگوں میں ہے۔ غیر سیّد کا اپنے آپ کو سیّد کہنا نسبت بدلانے کے مترادف ہے جس کے لئے حدیث میں وعید آئی ہے۔
(مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم ص ۱۳۹)

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے

ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں سیّد کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اپنے ملفوظات الدرّ المنظوم ص ۴۱۲ میں فرماتے ہیں کہ اولادِ رسول ہونے کی وجہ سے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سادات کے شرف سے ممتاز ہے۔ یہ خاصہ آپ ﷺ ہی کی اولاد کا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاطمی اولاد کو سیّد اِس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دخترِ رسول کے بطنِ پاک سے ہے اور سرکار نے حضرات حسنین کی اولاد کو اپنی اولاد سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا کسی کے سیّد کہلانے کے لئے یہ لازم ہے کہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما تک اُس کا سلسلۂ نسب تواتر سے ثابت ہو۔ ہندوستان میں کئی ایسے بزرگان دین ہیں جو حضرات حسنین کی اولاد سے نہیں ہیں مگر آج اُن بزرگانِ دین کی اولادیں اپنے آپ کو سیّد کہنے اور کہلوانے میں فخر سمجھ رہی ہیں۔ یہ جہالت اور ہٹ دھرمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ہماری اِس بحث سے ثابت ہوا کہ سیادت کا دعویٰ کرنے والے دو قسم پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو کسی بزرگ کی اولاد میں نہیں مگر جھوٹی شان کے لالچ میں اپنے آپ کو سیّد کہتے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کسی بزرگ کی اولاد سے ہیں مگر اُن کے جدِّ اعلیٰ غیر سیّد ہیں اور یہ لوگ اپنے اجداد کے خلاف اپنے آپ کو سیّد کہہ کر حدیث مبارکہ کی وعید کا شکار ہو رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ جہالت اور ہٹ دھرمی سے بچائے آمین۔ (بشکریہ ماہنامہ ''استقامت'' انڈیا) (ماہنامہ ''۔۔۔اہل سنت'' فیصل آباد بابت اپریل ۱۹۸۹ء)

(۵)۔ مولانا مفتی خلیل خان برکاتی اپنے ایک فتویٰ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

''بالجملہ جو شخص سیّد نہ ہو اور سیّد بنے وہ نبی کریم ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے اور جنّت اُس پر حرام ہے۔ نیز وہ در پردہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے کہ اُس کی ماں کا نکاح غیر سیّد سے ہوا اور وہ سیّد کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے''۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ

تعالیٰ اعلم ۔(کتابہ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ۔ ۲۴ شعبان ۱۳۸۲ھ)

(فتاوٰی خلیلیہ جلد دوم ص ۱۳۷) (۶) ۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ ’’مولیٰ المسلمین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی دیگر بیویوں سے آپ کی جو اولاد ہیں وہ سیّد نہیں ۔ سیّد صرف حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر حضرات حسنین کریمین کی اولاد ہیں حتیٰ کہ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کی اولاد امجاد بھی سیّد نہیں ہے اِس لیے کہ نسب باپ سے چلتا ہے۔ ہاں یہ خصوصیت صرف حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہے کہ اُن کی اولاد یں اولادِ رسول قرار پائیں۔ (فتاوٰی شرح بخاری جلد دوم ص ۶۰) مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ ۔ کراچی بحوالہ شرح جامع الترمذی مؤلفہ مفتی محمد ہاشم صاحب جلد چہارم ص ۸۳۰) (۷)۔ مولانا شیخ الحدیث مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۔ ’’ہاں وہ اصل نسب سیّد جسے خونِ رسول اللہ ﷺ اور شیر بتول (سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا دودھ) نصیب ہے اُس کے متعلق بد مذہبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اسی لئے جو بد مذہب ہے اور سیّد ہونے کا بھی دعویٰ کرے ہم اُسے سیّد نہیں مانیں گے اور نہ ہی اُس کی تعظیم وتکریم کریں گے بلکہ اُس کی تعظیم وتکریم سے خدا اور رسول ناراض ہوں گے‘‘ ۔ (کیا بد مذہب سیّد نہیں ؟ ص ۳)

نسب محمد ﷺ اور نسب علی رضی اللہ عنہ میں فرق :۔

شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب انوار السیادت فی آثار السعادت جسے ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدین نے شائع کیا ہے ۔ اِس میں یہ فتویٰ لکھا گیا ہے کہ ’’سوال : اسد الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بلقب

سیّد ملقب ہیں یا نہیں؟ اور اہلِ بیتِ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہیں یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "پس اس آیت کریمہ قل لااسئلکم علیه اجرا الّا المودة فی القربیٰ (ترجمہ):۔ کہو اے محمد ﷺ نہیں مانگتا میں تم سے پیغام و حکم خدا پہنچانے پر بدلہ و مزدوری مگر دوستی و محبت چاہتا ہوں قرابت میں" سے خوب ثبوت ہوا کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ خاص قرابتدار و عم زاد و داماد جناب حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہیں اور اہلِ بیتِ نبوی میں داخل ہیں اور سیّد ہیں اور اِن کے جملہ فرزندان کی اولاد سیّد ہیں کیونکہ باپ سیّد ہو تو اولاد کیوں نہ سیّد ہو؟" (انوار السیادت فی آثار السعادت ص ۱۷۴) جن مفتی صاحب نے یہ جواب لکھا ہے غالباً وہ نسبِ محمدی اور نسبِ علوی میں جو فرق ہے اُنہوں نے اُسے سمجھا ہی نہیں ہے اِس لئے ہم اس بارہ میں قدرے تفصیل عرض کرتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین کی سمجھ میں صحیح مسئلہ آجائے وباللہ التوفیق ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نبیٔ پاک ﷺ آخری نبی ہیں:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبییّن. (ترجمہ)۔ محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ہیں۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰۔ پارہ ۲۲ رکوع ۲) اِس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا جو اب کسی نبی کا آنا یا اِس کا امکان مانے وہ مرتد ہے۔ (نور العرفان ص ۶۷۵)

حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں آپ کے سب بیٹے بچپن میں فوت ہو گئے:۔

اِس کی حکمت کے بارہ میں مفسّر آلوسی لکھتے ہیں۔ وذلک لأن کونه علیه الصلاة والسلام خاتم النبیین ..یدل علی أنه لایعیش له ولد ذکر حتی یبلغ ولو

بلغ لكان منصبه أن يكون نبياً فلا يكون هو ﷺ خاتم النبيين ويراد بالاب عليه الأب الصلب لئلا يعترض بالحسنين رضی الله عنهما ۔ یعنی اگر نبی علیہ السلام کا کوئی بیٹا بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا۔ حالانکہ آپ آخری نبی ہیں۔ اِس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں آپ کی نرینہ اولاد کو وفات دی۔ اور حسنین کریمین کے وجود میں اُن کی جگہ میں آنحضرت ﷺ کو نرینہ اولاد عطا فرما دی جن کی نسلِ پاک قیامت تک چلے گی۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۱۲ ص ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے نبیٔ پاک کی نسل کو حضرت علی کی پشت میں رکھ دیا:۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ كنت انا والعباس جالسين عند رسول الله ﷺ اذ دخل علی بن أبی طالب فسلّم عليه رسول الله ﷺ وقام وعانقه وقبل بين عينيه وأجلسه عن يمينه فقال العباس يا رسول الله أتحب هذا فقال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم يا عم والله لله أشد حباً له منّي أن يجعل ذرية كل نبی فی صلبه وجعل ذريتی فی صلبه هذا ۔ یعنی میں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو اِس حال میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں سلام کیا اور کھڑے ہو کر اُن سے معانقہ فرمایا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اُنہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اِن سے محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا اے چچا۔ اللہ کی قسم مجھے اِن سے اِس وجہ سے بہت محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اُس کی پشت میں رکھی اور میری اولاد اِن کی پشت میں رکھی۔ اخرجه أبو الخير الحاكمی (الریاض النضرۃ جلد سوم ص ۱۰۸)

نکاحِ فاطمۃ رضی اللہ عنہا اللہ کے حکم سے ہوا:۔ کتاب جلاء العیون میں ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضرت سیّدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ ایک باغ کو پانی دے رہے تھے۔ اِن دونوں حضرات نے آپ کو سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کی ترغیب دی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنی بے سروسامانی کا ذکر کیا تو اِن دونوں دوستوں نے اصرار کیا کہ اے علی تم ضرور جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ کے لئے خاص کر رکھا ہے۔ پس اِس ترغیب پر حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم بارگاۂ رسالتمآب میں حاضر ہوئے مگر شرم کی وجہ سے کچھ عرض نہ کر سکے۔ رسولِ کریم سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نگاۂ نبوت سے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے منشاء کو سمجھ گئے۔ فرمایا اے علی کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنا اصل مدعا عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح آسمانوں پر فاطمہ سے فرمایا ہے۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔ ''جب نکاح سے فراغت ہوگئی تو حضور اکرم سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کے لئے ولیمہ بھی ضروری ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس ایک بھیڑ ہے اِس سے ولیمہ کر دیا جائے اور اِسی طرح انصار کے ایک قبیلہ نے حسبِ استطاعت انتظامِ ولیمہ کیا۔ '' (کتاب خاندانِ مصطفٰے ص ۵۶۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات تک کوئی اور شادی نہیں کی۔ اِس عرصہ میں سیّدہ کے شکمِ پاک سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے امام حسن، امام حسین اور محسن اور دو بیٹیاں

زینب اور اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔ یہی پانچ اولادِ علی میں سے رسول اللہ ﷺ کی نسل یعنی نسبی اولاد قرار پائی جسے رسول اللہ ﷺ کے لقب سیّد سے ملقب کیا گیا۔ نبیٔ پاک ﷺ کا نسب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے اور لقب سیّد ہے۔ آپ کی نسبی اولاد جو سیّدہ فاطمہ کی مذکورہ اولاد ہے آپ کے نسب سے منسوب ہونے کی وجہ سے الگ نسل والی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نسب علی بن أبی طالب بن عبدالمطلب ہے۔ عبدالمطلب پر ان دونوں بزرگوں کے نسب مل جاتے ہیں، لہٰذا آپ دونوں قریشی ہاشمی مطلبی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاطمی اولاد آپ کی پُشتی اولاد ہے مگر نسبی اولاد نہیں بلکہ آپ کی یہ اولاد رسول اللہ ﷺ کی نسبی اولاد ہے۔ جسے پہچان کے لئے سیّد کا نام دیا گیا ہے اور حضرت علی کی غیر فاطمی اولاد آپ کی پشتی اور نسبی اولاد ہے۔ جسے پہچان کے لئے علوی کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت علی کی ایک پُشتی اولاد کا نسب سیّد ہے اور دوسری پشتی اولاد کا نسب علوی ہے۔ بدیں وجہ سیّد کا لفظ صرف فاطمی اولاد ہی کے لئے مخصوص ہے، اور علوی کا لفظ آپ کی غیر فاطمی اولاد کے لئے مختص ہے۔ والہٰذا کسی کو سیّد علوی کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے نسب والا ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نسب والا بھی ہو جیسے کسی شخص کو سیّد راجہ فلاں کہنا صحیح نہیں کہ سیّد الگ نسب ہے اور راجہ الگ نسب ہے۔ کوئی شخص دو نسبوں والا نہیں ہو سکتا۔ اِسی طرح حضرت علی کی اولاد میں سے کسی کو بھی سیّد علوی کہنا ہر گز ہر گز درست نہیں ہے۔

علویوں کا ایک غلط فیصلہ: ۔ شریف احمد شرافت نوشاہی اپنی کتاب انوار السیادت فی آثار السعادت کے ص ۱۴۱۰ میں لکھتے ہیں ”قومی فیصلہ متذکرہ شرعی فتاویٰ اور تاریخی روایات کی روشنی میں مقتدرین برادری کے اتفاقِ رائے سے اب یہ مسئلہ مسلمہ ہو گیا ہے

کہ تمام قریشی حضرات اپنے نام کے ساتھ سیّد لکھیں جیسے سیّد محمد علی صدیقی، سیّد فرید احمد عباسی اِسی طرح فاروقی، عثمانی، علوی، جعفری وغیرہ تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ قریش کے کس بطن سے متعلق ہیں''۔اھ بلفظہ (نقل از کتاب تحقیق الانساب ص ۳۴ مصنفہ سیّد محمد علی رونق صدیقی امرتسری) فاقول و بتوفیق اللہ أجول. قوم قریش کی سب شاخوں کے لئے سیّد کا لفظ لکھنے کی اجازت دینا غلط ہے۔کیوں کہ باعتبار نسب سیّد کا لفظ برصغیر پاک وہند کے عرف عام اور محاورہ واصطلاح میں صرف آلِ محمد کے ساتھ خاص ہے جس طرح صدیقی، فاروقی وغیرہ الگ الگ نسب کے لئے خاص نام ہیں اِسی طرح سیّد آل محمد ﷺ کا خاص نام ہے۔فاطمی سادات بھی تو اپنے ناموں سے پہلے سیّد اور آخر پر بخاری، کاظمی وغیرہ لکھتے ہیں تو پھر صدیقی وغیرہ لکھنے سے نسبی پہچان کیسے ہوگی؟

مفتی شائق صاحب کا دعویٰ سیادت غلط ہے:۔

الحمد اللہ ہم نے یہاں تک جو کچھ عرض کیا ہے اِس سے ثابت ہو گیا کہ مفتی شائق صاحب جو اپنے آپ کو آلِ حمزہ سے ہونے کی بناء پر ہاشمی لکھتے ہیں اُن کا سیّد لکھنا ہرگز درست نہیں کہ آلِ محمد سیّد ہے آلِ حمزہ سیّد نہیں۔حضرت حمزہ کو جو سیّد الشہدآء کہا جاتا ہے تو یہ اُن کی سیادتِ شخصی کی بنآء پر کہا جاتا ہے۔سیادتِ نسبی کی بناء پر نہیں کہا جاتا۔اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

مفتی شائق صاحب پر بدحواسی کا دورہ پڑا تو اُن کی عقل ماری گئی:۔

کتاب مستطاب ''سبعہ سنابل'' شریف کی حدیثِ شریف جب مفتی شائق صاحب کو ملی اور اُس کی روایت میں اُنہوں نے ''سیّداً ھاشمیاً'' کے الفاظ پڑھے تو اُن پر بدحواسی کا دورہ پڑا جس سے اُن کی عقل ماری گئی اور اُنہوں نے اِس حدیث شریف کا صحیح معنیٰ سمجھے

بغیر ہی کتابچہ ''من ھوالسیّد ۔سیّد کون ہوتے ہیں؟'' لکھا اور اُس کے صفحہ نمبر ۵ پر یہ لکھ دیا کہ ''امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اپنی پاک زبان سے حضرت مولا علی، خاتونِ جنت اور حسنین کریمین کو فرمایا۔ الجنّة للمطیع وان کان عبداً حبشیاً والنار للعاصی وان کان سیّداً قریشیاً ۔ جنّت نیکوکار کے لئے ہے اگر چہ وہ نیکوکار حبشی غلام ہو اور دوزخ نافرمان کے لئے اگر چہ وہ نافرمان قریشی سیّد ہو۔ (سبع سنابل ص ۲۶ از حسنی حسینی سیّد میر عبدالواحد بلگرامی) اِس حدیث پاک سے قریشی کا سیّد ہونا صریح حدیث سے واضح ہو گیا اور بتایا جا چکا ہے کہ جو ہاشمی ہوتا ہے وہ قریشی ضرور ہوتا ہے لہٰذا ہر ہاشمی کا سیّد ہونا زبانِ رسول ﷺ سے ثابت ہو گیا۔ انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے''۔ اھ بلفظة التام (کتابچہ من ھوالسیّد ۔سیّد کون ہوتے ہیں ص ۵) چونکہ مفتی صاحب موصوف نے اِس حدیث پاک کا ترجمہ غلط کیا ہے اِس لئے اِس غلط ترجمہ کی بناء پر انہوں نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی غلط نکلا ہے۔ الجنّة للمطیع وان کان عبداً حبشیاً کا صحیح ترجمہ یہ ہے ۔جنّت نیکوکار شخص کے لئے ہے اگر چہ وہ شخص غلام حبشی ہو۔ اور والنار للعاصی ان کان سیّداً قریشیاً ۔ اور دوزخ نافرمان کے لئے ہے اگر چہ وہ غلام کا مالک قریشی ہو مفتی صاحب نے عالم فاضل ہونے کے باوجود یہ نہ دیکھا کہ یہاں سیّداً کا لفظ عبداً کے مقابلہ میں آیا ہے اور قریشیاً کا لفظ حبشیاً کے مقابلہ میں آیا ہے۔ تو لا محالہ سیدا کا معنی سیّد النسب شخص نہیں بلکہ غلام کا مولا مراد ہے۔ ولہٰذا اِس حدیث شریف کا قریشی کے سیّد یا غیر سیّد ہونے سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کا غلط ترجمہ کر کے اُس غلط ترجمہ کی بناء پر غلط مسئلہ نکالنا یہ مفتی شائق صاحب جیسے بدحواس شخص ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ والی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی

العظیم۔ ثانیاً مفتی صاحب نے عالم فاضل ہونے کے باوجود یہ بھی نہ دیکھا کہ عبداً حبشیاً میں عبداً موصوف ہے اور حبشیاً اُس کی صفت ہے اور یہ موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر کان کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو اِس کا ترجمہ ''حبشی غلام'' کرنا صفت کو موصوف اور موصوف کو صفت بنانا ہے۔ اِس لئے اس کا صحیح ترجمہ ''غلام حبشی'' ہوگا اور اسی طرح لفظ سیّداً موصوف اور قریشیاً اِس کی صفت ہے۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر کان کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو اس کا ترجمہ ''قریشی سیّد'' کرنا صفت کو موصوف اور موصوف کو صفت بنانا ہے اِس لئے اس کا صحیح ترجمہ ''غلام کا مولا قریشی'' ہوگا ''قریشی سیّد'' نہیں ہوگا۔ فافھم و اغتنم واللّٰہ اعلم بالصواب۔

ثالثاً بدحواسی کا دورہ پڑنے سے پہلے مفتی شائق صاحب بھی سادات اور قریشی ہاشمی میں فرق مانتے تھے:۔ چنانچہ ۱۳ جون ۲۰۱۱ء راولپنڈی میں نعرۂ تحقیق کے جواب کے بارے منعقدہ مناظرہ بین الجلالین / جیلانیین پر تبصرہ بنام التبصرۃ الھاشمیۃ علی المناظرۃ الواھیہ۔ مؤلفہ مفتی محمود حسین شائق بندیالوی کو مؤلف نے خود اپنے مکتبہ مخدومیہ سوئیں حافظاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی سے شائع کرا کر فروخت کیا۔ اِس کتاب کے صفحہ ۳۷ پر ''اہل عقل ودانش سے اپیل'' کی سرخی قائم کر کے اپنی طرف سے اُنہوں نے چند نصیحتیں بھی لکھی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اِس مسئلہ سے متعلق جو اُن کی عبارتیں ہیں اُن کے ضروری اقتباسات ہدیۂ ناظرین کیے جائیں وباللہ التوفیق۔

(ا)۔ ''بنیادی عقائد (عقیدۂ توحید' عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت) اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اہلِ بیت رسول' اولیاء اللہ خصوصاً امام ربانی مجدد الف ثانی' شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام احمد رضا بریلوی کے مطابق اختیار کریں اور نئی باتوں کو رواج دینے

سے گریز کریں۔ لان کل بدعة ضلالة'' (کیونکہ ہر نئی بات گمراہی ہے)
(التبصرۃ ص ۳۷) (۲)۔ دو رنگی اور سہ رنگی سے بچیں اور عوامِ اہلسنت عاشقانِ رسول بریلوی حضرات کو دھوکہ دہی شرمناک فعل ہے۔ اِس شرمناک فعل سے اجتناب ضروری ہے لأن الذین یخادعون المؤمنین اولٰئک ھم المنافقون حقا''. (کیونکہ مومنوں کو دھوکا دینے والے سچے منافق ہوتے ہیں)۔ (التبصرۃ ص ۳۷) (۳)۔
علماء کرام و مشائخ عظام پر لازم ہے کہ وہ اہلِ بیتِ رسول، اولادِ رسول اور اصحابِ رسول سب کا دل سے احترام کریں اور اُن کا نام احترام سے لیں۔ خاص طور پر ساداتِ کرام پر لازم ہے کہ وہ آقا کریم ﷺ کے خاندان (قریشی ہاشمی) کو اہمیت دیں کیونکہ آپ ﷺ قریشی ہاشمی تھے''۔ (التبصرہ ص ۳۸) (۴)۔ سیّد کا لفظ عزت و احترام کے اظہار کے لئے عرب زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ خود اپنے لئے یہ لفظ (سیّد) استعمال کرنا اچھا نہیں لگتا۔ ہاں جو شخص آقا کریم ﷺ کے خاندان (قریشی ہاشمی) سے ہے دوسرے لوگوں کو اُس کے لئے یہ لفظ (سیّد) ضرور استعمال کرنا چاہیے''۔ (التبصرۃ ص ۳۸) (۵)
۔''ساداتِ کرام کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کا طریقہ اپنانا چاہیے۔ آپ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی، اُن کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں اور اُنہیں خلیفہ برحق تسلیم کیا''۔ (التبصرہ ص ۳۹) (۶)۔ ''ساداتِ کرام جملہ ہاشمی قریشی خاندان، اصحابِ رسول (جو قرآن و حدیث کے راوی ہیں) جو بدر و احد و حنین و تبوک میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا چکے ہیں اُن کے ساتھ کسی قسم کی پرخاش نہ رکھیں۔'' (التبصرہ ص ۳۹) (۷)۔ خارجیوں اور رافضیوں کے شعار اپنانے کی سعی نہ فرمائیں۔ ان شاءاللہ اُمتِ مسلمہ ایسے ساداتِ کرام کے قدم چومنے پر فخر محسوس کرے گی''۔ (التبصرہ ص ۴۰) (۸)۔ ''لیکن وہ لوگ جو اپنے آپ کو سادات

کہلاتے ہیں مگر درحقیقت سادات نہیں ہیں۔ راستہ میں ٹانکا لگا کر سادات بنے ہیں۔ یا اُن کے آباء واجداد میں سے کوئی ٹانکا لگا کر سادات کے زمرہ میں گھس آیا وہ لوگ زیادہ تر اصحابِ رسول کے خلاف دریدہ دہنی کرتے ہیں۔" (التبصرۃ، ص ۴۰)

(۹)۔ "خلاصۂ مفہوم یہ ہے کہ اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا وآخرت میں اپنی زوجہ ہونے کی بشارت فرمائی ہے۔ (اُن پر) طعن وتشنیع کے تیر برساتے ہیں۔ ایسے بے ہودہ لوگ اصلی سادات نہیں اور یونہی جو لوگ نعرہ تحقیق لگانے پر لوگوں کو مارتے ہیں یا جل جاتے ہیں ایسے لوگ بھی جعلی عالم اور جعلی سیّد ہیں۔ اُن کا شجرۂ نسب حاصل کیا جائے تو ضرور ٹانکا لگا ہوگا"۔ (التبصرۃ، ص ۴۰)

(۱۰)۔ "گویا اصلی عالم اور اصلی سیّد پہچاننے کی بہت بڑی کسوٹی یہ ہے کہ جو شخص جملہ اہلِ بیتِ رسول اور جملہ اصحابِ رسول کی عزت کرتا ہے وہ اصلی عالم سیّد ہے اور اگر وہ اہل بیتِ رسول یا اصحابِ رسول کے خلاف زبانی یا تحریری اشارہ کنایہ سے عداوت اور بغض کا اظہار کرتا ہے تو وہ عبداللہ بن ابی اور یزید کا ساتھی ہے اور عبداللہ بن سبا یہودی کی معنوی اولاد ہے۔ وہ ابوجہل اور عتبہ وشیبہ کا یار ہے لہٰذا ایسا شخص مسلمانوں کا غدار ہے غدار ہے۔ لہٰذا تمام سنی حضرات نعرے اِس ترتیب سے لگایا کریں۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت، یارسول اللہ، نعرۂ تحقیق ،حق چار یار / حق سب یار، نعرۂ حیدری یا علی اور نعرۂ غوثیہ یاغوثِ اعظم"۔ (التبصرۃ، ص ۴۱)

ناظرین حضرات! مفتی شائق صاحب کی دس سال پہلے کی لکھی ہوئی یہ دس عبارتیں پڑھیں اور سمجھیں کہ شائق صاحب نے کس طرح واضح الفاظ میں ساداتِ کرام کو مخاطب بنا کر اُنہیں قریشی ہاشمی خاندان کو اہمیت دینے کی تبلیغ وتاکید کی ہے۔

واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مفتی شائق صاحب کی ایک اور غلط بیانی:۔

مفتی شائق صاحب نے اپنے جواب کی ابتداء میں جو کچھ لکھا ہے اُس میں اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''قریش خاندان کی تمام شاخوں کے لوگ جو ''خصوصیاتِ آتیہ'' کے حامل ہوں اُنہیں سیّد کہنا ازروئے قرآن وحدیث وازرُوئے تعاملِ اہلِ اسلام بالکل جائز ہے''۔ جہاں تک تعاملِ اہلِ اسلام کا تعلق ہے تو موصوف کے نزدیک یقیناً اہلِ اسلام سے اُن کی مراد اہلِ عرب ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک صرف اہلِ عرب کا تعامل اور عرف ہی معتبر ہے باقی جگہوں کے تعامل اور عرف کو اُنہوں نے ''ایرانی سازش'' کا نام دے رکھا ہے جیسا کہ اُن کی پیش کردہ عبارات میں سے اُنیسویں عبارت میں گزرا۔ حالانکہ اِن کا تعامل اور عرفِ عام کے بارہ میں یہ نظریہ قطعاً یقیناً بلاشک وشبہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ فقہائے کرام اپنی کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی جس جگہ۔۔۔۔۔ ہوگا اور جس زبان والا ہوگا اور جس وقت میں وہ زندہ ہوگا اُس کی اُسی جگہ اور اُس کی اپنی زبان اور اُس کے اپنے زمانے میں جو تعاملِ اسلام اور عرفِ عام ہوگا اُس کے حق میں اُسی تعامل اور عرف عام کا اعتبار شرعاً لازم ہوگا۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ ایک شخص پاکستان میں رہتا ہو اور اُس کے حق میں پاکستان کا تعامل تو معتبر نہ ہو مگر عرب کا تعامل معتبر ہو لہٰذا اِس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے درج ذیل فتویٰ پڑھیں۔ ہمارے استفتاء کے جواب میں مولانا مفتی ناصر جاوید صاحب لکھتے ہیں۔ **فتویٰ مبارکہ:۔** ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الجواب بتوفیق ملھم الصدق والصواب۔ لفظ ''سیّد'' عربی زبان میں متعدد معانی میں استعمال ہوتا

ہے جیسے پالنے والا، مالک، صاحبِ شرف، کریم ومہربان، حلیم وبردبار، خاوند اور قائد وغیرہ ۔لہٰذا یہ لفظ اپنے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہر اُس فرد پر بولا جاسکتا ہے جس میں مذکورہ بالا معانی میں سے کوئی ایک یا زیادہ معانی موجود ہوں۔ لیکن برّصغیر پاک وہند وغیرہ کے عرف میں اِس لفظِ سیّد کا اطلاق نبی کریم ﷺ کی اپنی صلبی اولاد اور علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی صرف اُس اولاد پر ہوتا ہے جو حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی اور جن افراد کا سلسلۂ نسب اِن نفوسِ قدسیہ کے ساتھ جڑتا ہے اُنہیں بھی عرفی معنیٰ میں سیّد کہا جاتا ہے۔ اور اہلِ زمانہ کا عرف وعادات دلائل شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث کے علاوہ اجماع وقیاس بھی حجّتِ شرعیّہ ہیں۔ چنانچہ فقہ حنفی کے مشہور عالم وفقیہ امام ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔ وفی شرح البیری عن المبسوط انّ الثابت بالعرف کالثابت بالنص ا۵ یعنی جو حکم عرف کی بناء پر ثابت ہو وہ اُس حکم کی طرح ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث کی نص سے ہو۔ (ردّالمحتار۔ کتاب الوقف بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹ ص ۵۸۷) (۲)۔ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت لکھتے ہیں۔ ''سبطین کریمین کی اولاد سیّد ہیں''۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۳، ص ۳۶۱)

(۳)۔ فتاوٰی اہل سنّت میں ہے ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جو اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں اُن کو اور حسنین کریمین کی اولاد کو سیّد کہا جاتا ہے۔ ہر سیّد ہاشمی ضرور ہے مگر ہر ہاشمی سیّد ہو یہ ضروری نہیں''۔ (فتاوٰی اہلِ سنت کتاب الزکوٰۃ)

(۴)۔ امام سیوطی لکھتے ہیں فقاعدۃ الفقہ أنّ الوصایا والاوقاف تنزل علی عرف البلد وعرف مصر من عھد الخلفآء الفاطمیین الی الآن الشریف لقب لکل حسنی وحسینی خاصۃ فلا یدخلون علی مقتضی ھذاا العرف

(ترجمہ):۔فقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وصیتوں اوراوقاف کے مسائل کا تعلق شہر کے عرف عام پر ہوتا ہے اور مصر کا عرف فاطمی خلفاء کے عہد سے اب تک یہ ہے کہ شریف کا لفظ صرف حسینی اور حسنی سادات کا لقب ہے تو اِس عرف کی بنآء پر زینبی ہاشمی اِس لقب میں داخل نہ ہوں گے (الحاوی للفتاوٰی جلد دوم ص ۳۴) لہٰذا جو افراد حسنین کریمین کی اولاد سے نہیں اُن کا اپنے نام کے ساتھ سیّد لکھنا خواہ مطلقاً ہو جیسے سیّد محمد حسین یا اپنے نسب کی قید کے ساتھ ہو جیسے سیّد محمد حسین علوی ناجائز وحرام ہے کیونکہ یہ غیر باپ کی طرف نسبت کے زمرہ میں آتا ہے۔ البتہ جن بلاد یا علاقوں میں لفظ سیّد اِس معنیٰ میں متعارف نہیں ہے وہاں حرج نہیں جیسا کہ علاّمہ شامی لکھتے ہیں وعلیٰ ھذا فالظاھر اعتبار العرف فی الموضع او الزمان الذی اشتھر فیه دون غیره ۔(ترجمہ) اور اِسی بنا پر ظاہر ہے کہ عرف کا اعتبار اُسی جگہ یا اُسی زمانہ میں ہوگا جس جگہ میں یا جس زمانے میں وہ مشتہر ہوا نہ کہ اِن کے غیر میں ۔ (ردالمحتار کتاب الوقف)اور صاحب دز مختار لکھتے ہیں ۔ الفتویٰ علیٰ عادۃ الناس . (ترجمہ)۔لوگوں کے تعامل اور عادت پر فتویٰ دیں گے ۔ (درّ مختار کتاب البیوع باب الربا) اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں ۔"جو عرف معتبر ہے اُس کا زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا یا تمام بلادِ اسلامیہ میں ہونا ضروری نہیں"۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ص ۵۷۵/۵۹۲) ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

مؤلف کتابچہ ہٰذا قرآن کا پابند نہیں ہے:۔ مؤلف کتابچہ "من ھو السیّد" نے اگرچہ اِس کتابچہ میں اپنے بارہ میں لکھا ہے کہ "ہم قرآن اور فرمانِ رسول کے پابند ہیں کسی کی خواہش اور جھوٹے رسم ورواج کے پابند نہیں"۔ (من ھو السیّد ص ۱۲) لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ قرآن کے پابند ہیں اور نہ حدیث شریف کے پابند ہیں۔ صرف

اپنی ذاتی خواہش کے پابند ہیں۔ اگر فی الواقع وہ قرآن کے پابند ہوتے تو علمائے اہل سنّت کے وہ فتاوٰی مبارکہ جو ہم نے نقل کیے ہیں اُن کے بھی پابند ہوتے۔ جس قرآن کے پابند ہونے کا اُنہوں نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے اُس کی ایک آیت سنیئے اور مفسرینِ کرام کی تفسیر سے اُس کا مطلب جان کر خود فیصلہ کیجئے کہ کیا وہ قرآن کے پابند ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **یٰۤا یھا الذین اٰمنوا اطیعو اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الا مر منکم .** (ترجمہ)۔ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (کنزالایمان۔ پارہ ۵، رکوع ۵)

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں۔ ''خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالمِ مرشدِ کامل اور فقیہ مجتہد یا دنیاوی حکومت والے ہوں جیسے سلطان اور اسلامی حکام لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی حکام پر بھی ہوگی''۔ (تفسیر نور العرفان ص ۱۳۷)

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر تین قسم کی اطاعتیں فرض فرمائی ہیں۔ اپنی اطاعت، اپنے رسول کی اطاعت اور علمائے دین کی اطاعت۔

اب مسئلہ مذکورہ میں بھی اِس آیتِ کریمہ کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو علمائے حق کی تحقیق ہے اُسی کو ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اب مؤلف صاحب کی مرضی کہ وہ صرف قرآن و حدیث کی پابندی کریں یا اِس کے ساتھ ساتھ علماء کے بتائے ہوئے فتووں اور شرعی فیصلوں کی بھی پابندی کریں۔ **واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم**

مؤلف کتابچہ ہذا حدیث کا بھی پابند نہیں:۔

مؤلف کتابچہ ''من ھو السیّد'' جس طرح اپنے اِس دعویٰ میں جھوٹا ہے کہ وہ پابندِ قرآن ہے اِسی طرح وہ اِس اپنے دعویٰ میں بھی جھوٹا ہے کہ میں حدیث کا پابند ہوں۔ اگر یہ شخص

حدیث کا صحیح معنوں میں پابند ہوتا تو وہ اُن حدیثوں سے منہ نہ موڑ لیتا جن سے صراحۃً ثابت ہے کہ حضرات اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا امامین کریمین اور اُن کے بہن بھائیوں ہی کا نسب سیّد ہے۔ اگر وہ اِن حدیثوں کا قائل ہوتا تو وہ اپنے چیلنج میں یہ نہ لکھتا کہ ’’اگر کوئی ایرانی یا پاکستانی عالم قرآن وحدیث سے کوئی آیت یا کوئی حدیث دکھا دے کہ اولادِ سیّدہ فاطمہ کے علاوہ سیّد کا لفظ ہاشمیوں کے لئے منع ہے‘ علویوں کے لئے منع ہے‘ سیّدہ زینب بنت علی کی اولاد کے لئے منع ہے تو وہ مستند حوالہ دکھا کر ’’معقول انعام‘‘ حاصل کرے‘‘۔ (من ھوالسیّد ص ۱۲) واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

احادیث مبارکہ: وہ حدیثیں جن سے صراحۃً ثابت کہ نسبِ رسول ﷺ اور نسبِ اولاد فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام سیّد ہے ملاحظہ فرمائیں اور حق کی طرف رجوع کرلیں اِسی میں دین ودنیا کی بہتری ہے۔

پہلی حدیث مبارکہ: ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا۔ انّ ابنی ھذا سیّد ولعل اللّٰہ أن یصلح به بین فیئتین عظیمتین من المسلمین.

(ترجمہ)۔ بلاشبہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور ہوسکتا ہے کہ اللہ اِس کی بدولت مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔ رواہ احمد والبخاری وأبوداوٗد والترمذی والنسائی وصححہ الجلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ (الجامع الصغیر جلد اوّل ص ۸۶)

الحمدللہ۔ مسئلہ ہذا میں یہ حدیثِ پاک نصِ صریح کا حکم رکھتی ہے اور اِس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ لفظ ’’سیّد‘‘ حضرت امام حسن کا لقب ہے اور ابنی ہذا کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ یہاں سیادت سے مرادسیادتِ شخصی نہیں بلکہ سیادتِ نسبی ہے۔ جب امام حسن رضی

اللہ عنہ سیّد النسب ہیں تو پھر آپ کے دیگر سب بہن بھائی بھی سیّد النسب ہیں والہذا باعتبارِ نسب جب سیّد کا لفظ کسی شخص کے نام کے ساتھ بولیں یا لکھیں گے تو ضروری ہے کہ وہ شخص سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہو۔ مفتی شائق صاحب نے لفظِ سیّد کو ایسا عام لقب بتایا ہے کہ وہ ہر کہ ومہ کا جزو نام بن سکتا ہے۔ یہ بات اُن کی اپنی سمجھ کی ہے۔

۔ واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

دوسری حدیث پاک:۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّ اللّٰـہ تعالیٰ اصطفیٰ من ولد ابراھیم اسماعیل واصطفی من ولد اسمـاعیـل بنی کنانۃ واصطفٰی من بنی کنانۃ قریشاً واصطفٰی من قریش بنـی ھـاشـم واصـطـفانی من بنی ھاشم۔ (ترجمہ)۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم سے اسماعیل کو چُنا اور اولادِ اسماعیل سے بنی کنانۃ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا۔

رواہ الترمذی وصححہ الجلال السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (الجامع الصغیر جلد اوّل ص ۶۷)

الحمدللہ اِس حدیث پاک نے مسئلہ صاف صاف حل کر دیا کہ بنی اسماعیل میں سب سے زیادہ فضیلت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک یعنی اولادِ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ سو یہی آلِ پاک علی الاطلاق "سیّد" کہلانے کی حقدار ہے۔ اور برّ صغیر ہندو پاک میں شروع سے اِسی نسلِ پاک کے لئے مطلقاً سیّد کا لفظ بولا جاتا رہا ہے جیسے کے استفتاء پیش کرنے والوں نے اپنے استفتاء کی ابتداء میں لکھا ہے۔ اِس بارہ میں علمائے کرام کے جو فتوے ہم نقل کر چکے ہیں وہ ماننے والوں کے لئے حرفِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں خاص الخاص مفتیٔ اعظم پاکستان استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سیّد ابوالبرکات

احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مسلمانوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبیٔ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک، نسلِ پاک کے بارہ میں کیسے خوبصورت پرائے میں یہ شعر لکھا ہے۔

؎ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

بہر حال بات سمجھنے کی صلاحیت رکھنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اولادِ ابراہیم سے اولادِ اسماعیل کے اور اولادِ اسماعیل سے بنی کنانہ کے اور بنی کنانہ سے قریش کے اور قریش سے بنی ہاشم کے چناؤ کا واحد سبب یہ ہے کہ اِن سعادتمندوں کی پشتوں میں نورِ مصطفےٰ گردش کرتا رہا جیسا کہ خود مفتی شائق صاحب نے بھی اپنے کتابچہ کے ص ۲ پر اپنی پہلی دلیل میں لکھا ہے۔ جب سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور کی برکت سے اُن کے آباء واجداد کو نسل در نسل سیادتِ نسبی ملتی رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ کے نورِ پاک سے جو آپ کی اولادِ ۔۔۔ پیدا ہوئی ہے اُسے قریش و بنی ہاشم کی سب شاخوں کے انساب پر سیادتِ نسبی نہ ملے۔ ولہٰذا مفتی شائق صاحب کا دیا ہوا چیلنج ہماری پیش کردہ اِن دو حدیثوں ہی سے چکنا چور ہوا لیکن جو "معقول انعام" اُنہوں نے اپنے طور پر مقرر کر رکھا ہے ہمیں اُن کے اُس "معقول انعام" کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ

؎ میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارۂ ناں نہیں

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اِس سے مفتی شائق صاحب نے اپنے کتابچہ میں جو شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں اُن سب کا ازالہ ہو گیا ہے اب اِس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے ہم مزید معروضات بھی پیش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

صحیح النسب سادات کی تعظیم شرعاً لازم ہے:۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت حضرت مولانا احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب شریف میں لکھتے ہیں۔ ''یہ فقیر۔۔۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضرات ساداتِ کرام کا ادنیٰ غلام وخاکپا ہے۔ اِن کی محبت وعظمت ذریعہ نجات وشفاعت جانتا ہے۔ اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سیّد صحیح النسب اگر بدمذہب بھی ہو جائے اُس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک کہ اُس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے۔ ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اُس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سیّد سمجھنے اور اُس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اُسے سیّد جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سیّد کہلائے جاتے ہیں ہم اُن کی تعظیم کریں گے۔ ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو بُرا کہنا، مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں۔ الناس اُمناء علیٰ اُنسابھم۔ (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ سیّد نہیں اور وہ سیّد بنے اُس کی ہم تعظیم نہ کریں گے اور نہ اُسے سیّد کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اُس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ آپ فقیر کی اِس تحریر کو فتویٰ تصوّر فرمائیں''۔ (کلیاتِ مکاتیب رضا۔ جلد اول ص ۱۰۵، مطبوعہ مکتبہ بحر العلوم ومکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور) اِس مسئلہ کی پوری وضاحت کے لئے ہمارا رسالہ ''احسن الکلمات فی تعظیم آل سیّد السادات'' کا مطالعہ فرمائیں یہ رسالہ ہماری کتاب ''مقالاتِ حیدری'' حصہ ششم ص ۳۹۹ میں شائع ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

صحیح النسب سادات عقائدِ کفریہ سے محفوظ ہوتے ہیں:۔

اِس بارہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّد دین وملت مولانا احمد رضا قادریؒ کا مفصّل

فتویٰ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:۔سوال: جو شخص عقیدۂ کفریہ رکھے وہ سیّد ہو سکتا ہے یا نہیں؟اور اُسے سیّد کہنا شرعاً روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جو کافر ہو وہ قطعاً سیّد نہیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا نوح انّہ لیس من أھلک انّہ عمل غیر صالح . (ترجمہ) اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں۔بے شک اُس کے کام بڑے نالائق ہیں۔(کنزالایمان،ص۳۶۰) اور نہ اُسے سیّد کہنا جائز۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولو ا للمنافق سیّد فانّہ ان یکن سیّداً فقد استخطتم ربکم عزّوجل . یعنی"منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہو تو بے شک تم پر تمہارے ربّ کا غضب ہو"۔(رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ عنہ)

اُقول پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسبِ سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اِس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں۔اگرچہ سیّد بنتا اور لوگوں میں براہِ غلط سیّد کہلاتا ہو۔ائمہ دین،اولیائے کاملین اور علمائے عالمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ ساداتِ کرام بحمد اللہ تعالیٰ خباثتِ کفر سے محفوظ ومصئون ہیں۔جو واقعی سیّد ہے اُس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراً

یعنی"اللہ یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو!اور تمہیں خوب پاک کردے سُتھرا کر کے"۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انّ

فاطمة احصنت فحرمها اللّٰه و ذرّيتها على النار . یعنی بے شک فاطمہ نے اپنی حرمتِ نگاہ رکھی تو اللہ عزّ وجل نے اُسے اور اُس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔ رواہ التمام فی فوائدہ والبزار وابویعلیٰ فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک بافادۃ التصحیح ۔اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "سألت ربّي أن لا يدخل احداً من أهل بيتي النار فأعطانيها". یعنی "میں نے اپنے ربّ عز و جل سے سوال کیا کہ میرے اہلِ بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے تو اُس نے میری یہ مراد مجھے عطا فرمائی"۔ رواہ ابوالقاسم بن بشران فی امالیہ۔اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ بتول سے فرمایا۔ان اللّٰه تعالىٰ غير معذّبك ولا ولدك. یعنی "بے شک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب دے گا اور نہ تیری اولاد کو"۔ رواہ الطبرانی بسند صحیح

اور اِنھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنّما سميت فاطمه لانّ اللّٰه فطمها و ذريتها عن النار يوم القيامة . یعنی "فاطمہ اِس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی نسل کو روزِ قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا"۔رواہ ابن عساکر۔

اور قرطبی آیۂ کریمہ ولسوف يعطيك ربّك فترضىٰ کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل کہ اُنہوں نے فرمایا "رضا محمد ﷺ أن لا يدخل أحدمن أهل بيته النار". یعنی "اللہ عزّ وجل نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اِس میں ہے کہ اُن کے اہلِ بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

نار کی قسمیں:۔ نار دو قسم پر ہے۔ نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو اور نارِ خلود کافر

کے لئے ہے۔ اہل بیت کرام میں حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ و حضرت بتول زہراء و حضرت سیّد مجتبیٰ و حضرت شہیدِ کربلا صلے اللہ تعالیٰ علی سیّدھم و علیھم و بارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسمِ نار سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں۔ اِس پر اجماع قائم اور نصوصِ متواترہ حاکم۔ باقی نسل کریم تا قیامِ قیامت کے حق میں اگر بفضلہٖ تعالیٰ مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اِسی طرف کلماتِ اہل تحقیق ناظر جب تو مراد بہت ظاہر اور اگر منعِ خلود مقصود جب بھی نفیٔ کفر پر دلالت موجود۔ شرح المواھب للعلّامۃ الزرقانی میں زیرِ حدیث مذکور انما سمیت فاطمہ ہے۔ فامّا ھی وابناھا فالمنع مطلق وأما من عداھم فالممنوع عنھم نار الخلود أو انّ اللّٰہ تعالیٰ یشآء المغفرۃ لمن واقع الذنوب منھم اکراماً لفاطمۃ وأبیھا صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیھا وسلّم. اور اگر کہیے کہ بعض کٹر نیچری، بے شمار اشد غالی رافضی، بہت سے ملحد جھوٹے صوفی، کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرینِ ضروریاتِ دین ہیں سیّد کہلاتے میر فلاں لکھتے جاتے ہیں تو میں اِس کے جواب میں کہتا ہوں کہ کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزلیں ہیں۔ نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علی انسابھم مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و علیل اور خود اُس کے کفر سے بڑھ کر نفیٔ سیادت پر اور کیا دلیل درکار۔ کافر نجس ہے قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس اور سادات کرام طیب و طاہر قال اللہ تعالیٰ ویطھر کم تطھیراً۔ اور نجس اور طاہر متبائن ہیں کہ ایک شئے پر معاً اِن کا صدق محال۔ جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سیّد صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اِس کا سیّد صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر۔

اب اگر اِس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہوتو امر آسان ہے کہ ہزاروں اپنی اغراضِ فاسدہ سے براہ دعویٰ سیّد بن بیٹھے۔ ع غلّہ تا ارزاں شود امسال سیّد فی شوم اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہوتو اِس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اُسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت نامہ ہے۔ علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰے وفضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں۔ ومن این تحقق ذلک لقیام احتمال زلل بعض النسآء و کذب بعض الاصول فی الانتساب ۔یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا اللہ ہزار ہزار حاشا اللہ نہ بطنِ پاک حضرت بتولِ زہراء میں معاذ اللہ کفر وکافری کی گنجائش اور نہ جسمِ اطہر سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی پارہ خواہ کتنے ہی بعد پر ہو عیاذاً باللہ دخولِ نار کے لائق۔

الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز ہرگز سیّد صحیح النسب نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم .کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ محمد ن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم . اھ ملتقطاً

(کتاب مستطاب جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوہ ص ۱۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وھذا آخر ما اردنا ایراده فی ھذه الرسالة المختصرة تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنّہ العظیم ورسولہ الکریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی القریشی الھاشمی من آل محمد بن الحنفیة رحمة اللہ تعالیٰ علیہ

خادم "انجمن احباب اھل سنة" فی بلد سھنسہ من مضافات کوتلی آزاد کشمیر

(۲رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بمطابق ۱۷ فروری ۲۰۲۰ء)

یوم الخمیس قبیل صلوٰۃ المغرب